طرف منسوب کرتے ہیں۔اس کی ولادت کا مژدہ جب خود ان میں سے کسی
کو سنایا جاتا ہے تو اس کے منہ پر سیاہی چھا جاتی ہے اور وہ غم سے بھر جاتا
ہے۔کیا اللہ کے حصہ میں وہ اولاد آئی جو زیوروں میں پالی جاتی ہے اور بحث
وحجت میں اپنا مدعا پوری طرح واضح بھی نہیں کرسکتی۔

وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ (۳)

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارکہ میں دختر کشی کی رسم عام تھی۔عرب کے جاہل اور مغرور لوگ باعث ننگ وددامادی کی وجہ سے اور غریب لوگ مفلسی کے خوف سے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ ۙ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۚ (۴)

جب زندہ گاڑی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ کس جرم میں قتل ہوئی۔

اس آیت مبارکہ کا پر اثر بیان ہے کہ اس کے نازل ہونے کے بعد اس مذموم رسم کا خاتمہ ہوگیا۔

یہ تمام باتیں تو مشرکین عرب میں پائی جاتی تھیں۔اس کے علاوہ تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں جن میں بیٹی کو کوئی مرتبہ حاصل نہ تھا۔لڑکیوں کے بارے میں یہ کہاوت تھی۔

لڑکی ایک ناپسندیدہ مہمان ہوتی ہے۔(۵)

باپ کے گھر میں وہ بطور امانت ہوتی ہے۔اس کو تعلیم بھی نہیں دی جاتی۔کیونکہ اس کا فائدہ باپ کے خاندان کو نہیں ہوگا، بلکہ ہر تہوار اور دوسرے موقعوں پر بھی اس کو تحفے دینے پڑتے ہیں۔ شاہی خاندان کی شہزادیوں کو سیاسی مفادات کی خاطر فاتح جنرل یا بادشاہ کو بطور بیوی دے دیا جاتا تھا۔مثال کے طور پر بابر کی بہن خان زادہ کو مجبوراً شیبانی خان سے شادی کرنی پڑی۔جس نے قندھار کا محاصرہ کر رکھا تھا اور بابر اس محاصرہ سے تنگ آچکا تھا۔اس لئے ایک معاہدہ میں یہ طے پایا تھا کہ بابر کو فرار ہونے کا موقع دیا جائے اور اس کے عوض اس کی بہن سے شادی کر لی جائے۔

آسٹریا کی شہزادی میری لوئیث (Mary Louis) نے اپنی مرضی کے خلاف نپولین سے اس لئے شادی کی تاکہ اس کے باپ کی سلطنت محفوظ رہے۔

یہ بھی دستور تھا کہ شکست کھانے کے بعد قبائل اپنی بہن بیٹیوں کو بطور تحفہ فاتحین کے حوالے

کر دیتے تھے۔ بعض قبائل میں تو اس سے بھی بڑھ کر بے غیرتی تھی کہ میزبان اپنی بیوی یا بیٹی کو مہمان کے ساتھ رات گزارنے کو کہا کرتا تھا، ان تمام باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی مذہب میں بیٹیوں کے حقوق اور ان کا مرتبہ نہ تھا۔(٦)

رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف ان کے حقوق متعین کئے بلکہ ان کی فضیلت اس طرح بیان فرمائی۔

> جس کے ہاں بیٹی ہے اس نے زندہ دفن نہ کیا اور نہ غیر منصفانہ سلوک کیا نہ لڑکوں کو اس پر ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔(٧)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> لڑکیاں بہت شفیق لیق اور باعث برکت ہوتی ہیں، جس شخص کی ایک بیٹی ہو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے والدین کے لئے آتش جہنم کی آڑ بنادے گا۔

ایک اور حدیث میں بیٹی کی فضیلت اس طرح بیان فرمائی:

> رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے بچوں میں تقسیم کرنے کے لئے کچھ لاؤ تو بیٹیوں سے شروع کرو، کیونکہ بیٹیوں کے مقابلے میں بیٹے کم ہی والدین سے محبت کرتے ہیں۔(٨)

فوائد الفواد میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں، جب ملیح نے اپنی بیٹی کے عقد کی خوشی میں مصری پیش کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، جس کی ایک بیٹی ہو تو اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک پردہ حائل ہو جاتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تمہاری تو چار بیٹیاں ہیں اور زبان مبارک سے یہ ارشاد فرمایا:

اَبو البنات مرذوق

یعنی بیٹیوں کے باپ کو رزق میں کشادگی دی جاتی ہے اور فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں جب خضر علیہ السلام نے ایک بچہ کو قتل کر ڈالا اور موسیٰ علیہ السلام نے ان کو مطعون کیا تھا۔ جس کی تاویل انہوں نے بتائی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ان کو نیک اولاد عطا فرمائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے، بیٹی عنایت فرمائی جس سے سات بیٹے پیدا ہوئے اور وہ سب اہل ولایت تھے۔(٩)

اور قرآن پاک میں مریم علیہا السلام کی والدہ کا تفصیلاً ذکر ہے:

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۚ (١٠)

اور جب لڑکی پیدا ہوئی تو وہ اپنے دل میں ناخوش ہوئی کہ میری نظر بھی پوری نہیں ہوئی کیونکہ اس امت میں بیٹی کو اللہ کی راہ میں تذکر کرنے کا دستور نہ تھا۔ تو انہوں نے آسمان کی طرف منہ کر کے عرض کیا:

قالت رب انی وضعتها اُنثٰی

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا:

فتقلبها

ہم نے بہترین طریقہ سے قبول کرلیا اور بہترین شخص حضرت زکریا علیہ السلام کی زیر کفالت میں دے دیا۔ پھر وہ لڑکی عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام سے آج تک مستفیض ہیں۔

فخر موجودات، سرور کائنات، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، سراج منیر ﷺ: لایمکن الثنآء کما کان حقہٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر، آپ ﷺ چار بیٹیوں کے باپ تھے، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو بیٹیوں کو حقیر جانتے تھے، اور زندہ رکھنا معیوب سمجھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی کے لئے آخری پیغمبر اور اپنے محبوب ﷺ کو بیٹیوں کا باپ بنایا، آئندہ ایسا کرنے والوں کو سخت وعید بھی سنا دی گئی اور بیٹیوں کے حقوق متعین فرما کر بیٹی کو ہمیشہ کے لئے شرف وفضیلت عطا فرمائی۔

بیٹی کی تعلیم وتربیت:

رسول اللہ ﷺ نے بیٹی کی تعلیم وتربیت اور اچھی پرورش کرنے والے کو جنت کی بشارت دی ہے فرمایا:

> جو شخص لڑکیوں کے باعث آزمائش میں ڈالا جائے۔ وہ اس میں پورا اترے اور اچھی طرح ان کی تربیت کرے تو میں آتش جہنم سے اس شخص کے لئے آڑ بن جاؤں گا۔

اور تعلیم کو ہر شخص کے لئے لازمی قرار دیا، لہٰذا ارشاد فرمایا:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة

طلب علم لڑکی کے لئے بھی اسی طرح ضروری ہے۔ جس طرح لڑکوں کے لئے۔ ضروری نہیں کہ لڑکی صرف ذریعہ معاش کے لئے ہی علم حاصل کرے، جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں کا کہنا تھا، بلکہ دور حاضر میں بھی بعض خاندانوں میں لڑکیوں کو صرف امور خانہ داری کے علاوہ اور کچھ نہیں سکھایا جاتا جبکہ لڑکیوں کے لئے شرعی علوم کا جاننا حلال وحرام، پاکی و ناپاکی کے مسائل اور عبادات کا جاننا فرض ہے، اس کو مستقبل میں ایک قوم کی ماں بننا ہے۔ ماں اگر تعلیم یافتہ نہ ہوئی تو بچوں کا خیال بھی نہ رکھ پائے گی اور ان کی اچھی تربیت بھی نہیں کر سکے گی۔ بلکہ لڑکے صرف کسب معاش کے لئے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ لڑکی ان کی تربیت کے لئے علم حاصل کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب گھر تشریف لاتے تھے تو ننھی فاطمہ الزہراء کو ایسی ایسی تعلیمات سے نوازا کرتے تھے جن سے خدا شناسی اور اللہ کی مخلوقات سے محبت کا سبق ملتا تھا۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بچپن سے ہی بہت ذہین تھیں، جو بات ایک دفعہ سن لیتیں ہمیشہ یاد رکھتیں تھیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ان سے اکثر دریافت کرتیں تھیں کہ آج اپنے ابا جان سے کون کون سی باتیں سیکھیں، وہ فوراً سب کچھ سنا دیتیں تھیں۔ ایک مرتبہ بطور تعلیم آپ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

> بیٹی عورت کی سب سے اچھی صفت کونسی ہے؟
>
> عرض کیا: عورت کی سب سے اعلیٰ خوبی یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے۔

ایک دفعہ کسی نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

> چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہوگی؟
>
> فرمایا: تمہارے لئے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس ۴۰ اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہ خدا میں دے دوں گی۔(۱۱)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹیوں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اعلیٰ تعلیم سے نوازا اور قوم کو بتا دیا کہ بیٹیوں کو دینی و دنیاوی تعلیمات سے نہ روکیں۔ ان بیٹیوں کے لئے خوش نصیبی کی بات ہے،

جن کو تعلیمات سے دور نہیں رکھا جاتا تھا۔

سادگی:

رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ سادگی سے رہنے کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ دنیاوی نمود و نمائش سے ہمیشہ دور رہے، اور اپنی ازواج مطہرات اور بنات کو سادگی کی تلقین فرمائی، وہ ہمیشہ دنیاداروں کی سی زندگی سے دور رہے، ارشاد فرمایا:

"سادگی ایمان کی علامت ہے۔"

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں سونے کا ہار دیکھا تو فرمایا:

فاطمہ رضی اللہ عنہا تم یہ ہار پہنے ہوئے ہو لوگ دیکھیں گے تو کیا یہ نہ کہیں گے کہ محمد ﷺ کی بیٹی مغرور امیروں جیسے زیور پہنتی ہے۔

ابوداؤد اور نسائی میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

یہ میرے اہل بیت ہیں میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ ان زخارف سے آلودہ ہوں، ان کے بدلے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے عصیب کا ہار اور نقرئی کنگنوں کی جگہ ہاتھی دانت کے دو جوڑے کنگن خرید لاؤ۔

ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چاندی کے کنگن ہاتھوں میں پہن لئے اور دروازوں پر پردے لٹکائے۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے اور یہ چیزیں دیکھیں تو واپس تشریف لے گئے۔ جب بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ عالم دیکھا تو یہ دونوں چیزیں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دے کر فرمایا کہ انہیں نانا جان کے پاس لے جاؤ اور میری طرف سے عرض کرو کہ آپ ﷺ ان کو جس طرح چاہیں کام میں لائیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ کنگنوں کو توڑ کر اور پردے کو بہت سے حصوں سے پھاڑ کر انہیں اصحاب صفہ میں تقسیم کردو۔ حالانکہ زیور پہننا تو عورت کی صفت ہے، مگر سادگی کا تقاضہ یہ ہے کہ قیمتی زیورات ولباس سے پرہیز کیا جائے۔

زیور سے متعلق احکام:

عورت کے لئے زیورات پہننا حلال ہیں اور مردوں کے لئے ریشمی لباس اور سونا پہننا حرام ہے۔ (۱۲)

علامہ ابو جصاص نے احکام القرآن میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت زید بن حارثہ ؓ کے صاحبزادے حضرت اسامہ ؓ کو چوٹ لگ گئی اور خون بہنے لگا، رسول اللہ ﷺ کو ان سے اپنی اولاد جیسی محبت تھی، آپ ﷺ ان کا خون چوس چوس کر تھوکتے جاتے اور ان کو یہ کہہ کر بہلاتے جاتے:

اسامہ ؓ اگر بیٹی ہوتا تو ہم اس کو زیور پہناتے، اُسامہ ؓ اگر بیٹی ہوتی تو ہم اسے اچھے اچھے کپڑے پہناتے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دو عورتیں حاضر ہوئیں اور وہ سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے۔ انہوں نے عرض کیا نہیں، آپ ﷺ نے عرض کیا کہ ان کا حق ادا کیا کرو یعنی زکوۃ ادا کیا کرو۔

اگر زیورات کی زکوۃ ادا کی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے وہ لوگ جو زکوۃ ادا نہیں کرتے ان کے لئے عذاب کی وعید ہے، سیرت طیبہ ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیوں کے لئے یہ بات باعث شرف ہے کہ وہ فیشن سے دور رہیں، اور دنیاوی زینت اور زیبائش میں پڑ کر عبادات و فرائض میں کوتاہی نہ برتیں۔

یتیم لڑکیاں:

ایک تو بیٹی اور وہ بھی یتیم اس سے بڑھ کر ان کے لئے آفت و مصیبت اور کیا ہوتی، بدسلوکی کی انتہا کر دی گئی تھی، اور اگر وہ مالدار ہوتی تھی، ان کی ملکیت میں زمین اور مکانات بھی ہوتے تھے لیکن جب تک وہ اپنے والدین یا رشتہ داروں یا خاوندوں کی حفاظت میں نہ ہوتی تھیں، ان کی جائیداد محفوظ نہ ہوتی تھی اور اگر ان کا محافظ بد دیانت ہوتا تو اس مشکل کا ان کے پاس کوئی حل نہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان معصوم لڑکیوں کے حقوق متعین فرمائے، یتیم کے مال کو کھانا ناانصافی کے ساتھ اور ان کا مال ضائع کرنا حرام قرار دیا گیا۔

اس لڑکی کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید فرمائی، اور جبراً ان کے ساتھ نکاح کی ممانعت فرمائی، اس کی کمائی کو چھین لینا حرام قرار دیا گیا۔ اس کے نکاح کی ذمہ داری اس کے ولی کی ہے،

جائیداد میں بھی وراثت کا حق دے کر ان بیٹیوں کو اعلیٰ مقام و مرتبہ سے نوازا جس کی مذاہب عالم میں نظیر نہیں ملتی۔

نکاح:

لڑکوں اور لڑکیوں کے ساتھ ہر معاملہ میں خواہ کھانے پینے سے متعلق ہو، تعلیم و تربیت سے متعلق ہو یا شادی بیاہ سے، یکساں سلوک کیا جانا چاہئے۔ (۱۳)

عورت کو خود نکاح کرنے کا اختیار نہ تھا، بلکہ اس سے نکاح اجازت کی بھی ضرورت محسوس نہ کی جاتی تھی خواہ عورت بیوہ ہو یا باکرہ، جوان ہو یا بوڑھی کوئی حیثیت نہ تھی، جبراً اس کا نکاح کر دیا جاتا تھا، متوفی کا بیٹا یا جو بھی وارث ہوتا تھا، اس کو جو بھی پسند آتی تھی اپنے باپ کی بیوی پر چادر ڈال دیتا تھا۔ ''القاء الثوب'' یہ اس بات کی علامت ہوتا تھا کہ ان بیواؤں کو اس نے اپنے استعمال کے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ جبکہ اسلام نے لڑکے اور لڑکی کی رضا مندی کو نکاح کی اولین شرط قرار دیا ہے، چاہے وہ کنواری ہو یا مطلقہ، بیوہ ہو، یا خلع یافتہ، چنانچہ ارشاد فرمایا: ''ثیبہ والی کے مقابلے میں اپنے نفس کی زیادہ حقدار ہے اور کنواری سے اس کے نفس کے معاملے میں اجازت لی جائے، اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے''۔ (۱۴)

بیٹی کے باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ جبراً اس کا نکاح نہ کرے اس معاملے میں ابن ماجہ کی ایک روایت ہے کہ:

ایک لڑکی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کیا کہ اس کے والد نے اس کا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے۔ اور وہ اس لڑکے کو پسند نہیں کرتی تو آپ ﷺ نے اسے فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیا۔

جبراً نکاح کی وجہ سے معاملات خراب ہو جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات لڑکیاں خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں، بلکہ باپ کے لئے یہ بھی جائز نہیں ہے کہ بیٹی کا نکاح کسی ایسے شخص کا پیغام آجانے پر مؤخر کر دے جو دیندار، بااخلاق اور اس کی بیٹی کا کفو بھی ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

تین چیزوں کو مؤخر نہیں کرنا چاہئے: نماز جبکہ اس کا وقت ہو جائے، جنازہ

جبکہ حاضر ہو جائے اور لڑکی جبکہ اس کا برابری کا رشتہ مل جائے۔ (الترمذی)

نیز فرمایا:

جب ایسا رشتہ سامنے آجائے جس کے دین و اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کر دو، ورنہ زمین میں بڑا فتنہ اور فساد برپا ہوگا۔ (۱۵)

وہ فتنہ کیا تھا جس کا اندیشہ آپ ﷺ نے اس دور میں ظاہر کیا تھا جبکہ ٹی وی اور اشتہار کا دور نہ تھا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ بیٹی کی عزت و حرمت کو تار تار کیا جا رہا ہے اور رشتوں کا مسئلہ ہر گھر کے لئے ایک معمہ بن چکا ہے۔

جہیز:

ایک ایسی رسم جس کی وجہ سے بیٹی کو بوجھ سمجھا جاتا ہے۔ جس کا ہمارے مذہب میں کوئی جواز نہیں ہے۔ جہیز ہمارے معاشرے کی ایک ایسی لعنت ہے۔ جس کی وجہ سے بیٹی کی قدر و قیمت گھٹ گئی ہے۔ اس کے اوصاف سے زیادہ اس کی مالداری دیکھی جاتی ہے۔ اگر جہیز زیادہ لاتی ہے تو اس کی عزت ہوتی ہے اور کم لائے تو اس کی قدر و قیمت ہی نہیں ہوتی بلکہ لڑکے والے نکاح سے پہلے ہی لمبی لسٹ تھما جاتے ہیں کہ اگر یہ سب دے سکتے ہو تو رشتہ قبول ہے۔ بعض اوقات تو بارات تک واپس لے جاتے ہیں اور جو لوگ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہیں جہیز دیا گیا تھا، تو انکا جہیز کیا تھا۔ جنت کی شہزادی کو دنیاوی ساز و سامان صرف اتنا ہی دیا گیا، جس سے صرف بنیادی ضرورت پوری ہو سکے اور وہ بھی اس وجہ سے دیا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود آپ ﷺ کے گھر میں پرورش پائی تھی، ان کے علاوہ ان کا کہیں بھی ٹھکانہ نہ تھا۔ اس لئے بحیثیت سرپرست تمام انتظامات کی ذمہ آپ ﷺ کی تھی۔

اس لئے بحیثیت سرپرست تمام انتظامات کی ذمہ آپ کی تھی۔

۱۔ ضرورت کے سامان میں ایک بستر مصری کپڑے کا جس میں اون بھری ہوئی تھی۔

۲۔ ایک نقشی تخت یا پلنگ

۳۔ ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔

۴۔ ایک مشکیزہ

۵۔ دو مٹی کے برتن

۶۔ ایک چکی

۷۔ ایک پیالہ

۸۔ دو چادریں

۹۔ دو بازو بند نقرئی

۱۰۔ ایک جانماز (۱۶)

کیا ہر شخص اپنی بیٹی کی شادی اسی طرح کرتا ہے؟ اور لڑکا بھی ایسا ہی ہوتا ہے؟ تب تو ایک حد تک ٹھیک ہے، اور جہیز کے علاوہ دیگر رسومات جن کی ہماری تہذیب اور مذہب میں بالکل گنجائش نہیں ہے ان کے بغیر تو آج کل شادی کا تصور ہی نہیں، ناچ گانا اور دیگر تقریبات ہوتی ہیں، جس میں محرم و نامحرم اور فیشن کی بھرمار ہوتی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

بعض خاندانوں میں تو اب تک یہ جہالت پائی جاتی ہے کہ وہ جہیز دے کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے حق وراثت ادا کر دیا اور لڑکیوں کو بھی اس قدر آزادی دے دی جاتی ہے کہ وہ خود مطالبے کرنے لگتی ہیں کہ جہیز میں ہر چیز اعلیٰ معیار کی فراہم کی جائے چاہے والدین کی گنجائش ہو یا نہ ہو۔

مہر:

زمانہ جاہلیت کے عربوں میں باضابطہ نکاحوں میں مہر کا تعین زوجہ کے فائدے کے لئے تھا، اور وہ نکاح کا اہم جز تھا۔ مگر بعض صورتوں میں لڑکی کا ولی مہر کی رقم خود وصول کرلیا کرتا تھا۔ قدیم زمانہ میں مہر لڑکی کی وہ قیمت تھی جو لڑکی کے والدین کو دی جانے لگی تھی۔

مذہب اسلام نے لڑکی کو یہ حق دیا ہے کہ مہر خالصتاً اس کا حق ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے ایک تحفہ ہے، یہ عورت کی خدمت کا معاوضہ نہیں ہے، جس کو قرآن کریم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (۱۷)

اور عورتوں کو ان کے مہر بطور عطیہ کے دو۔

فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً (۱۸)

اور عورتوں کو ان کے مہر بطور فریضہ کے ادا کرو۔

مہر نکاح کا لازمی جز ہے جس کے بغیر نکاح فاسد ہے، اللہ تعالیٰ نے عورت کو یہ فضیلت عطا کی ہے کہ مرد کے مقابلے میں اس کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ اگر مرد مہر ادا نہ کرے گا تو وہ مجرم ہوگا۔ پہلے عورت کا مہر والدین لیتے تھے ان کو خبردار کر دیا گیا ہے کہ وہ ان کی اجازت کے بغیر ان کے مال اپنے تصرف میں نہ لائیں۔ نہ شوہر کو حق ہے کہ وہ جبراً اس سے مہر معاف کرائے، ہاں اگر لڑکی خوشدلی کے ساتھ مہر معاف کر دے یا کچھ حصہ مہر کا چھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا۝ (۱۹)

اگر وہ عورتیں خوشدلی کے ساتھ اپنے مہر کا کوئی حصہ تمہیں دیدیں تو تم اس کو کھا سکتے ہو، تمہارے لئے مبارک ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ:

خبردار ظلم نہ کرو، اور اچھی طرح سمجھ لو کہ کسی شخص کا مال حلال نہیں ہے، جب تک کہ اس کے نفس کی خوشی سے حاصل نہ ہو۔

اور مہر کو "صداق" کہنے کی وجہ بھی یہ ہے کہ شوہر بیوی کی طرف سچا میلان رکھتا ہے اور مہر کو خوشدلی سے ادا کرے۔ جس طرح باقی حقوق خوشدلی سے ادا کرتا ہے۔ مہر کی مقدار کا کوئی خاص تعین نہیں ہے مگر کم سے کم دس درہم اور زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ہے۔ آج کے پڑھے لکھے لوگ جب لڑکی کا نکاح کرنے لگتے ہیں تو بڑھا چڑھا کر مہر رکھواتے ہیں چاہے لڑکے میں ادا کرنے کی استطاعت بھی نہ ہو، قاعدہ تو یہ ہے کہ مہر کا تعین لڑکے کی استطاعت کے مطابق ہونا چاہئے تا کہ وہ خوشدلی کے ساتھ ادا بھی کر سکے اور زبردستی معاف نہ کرائے اور آج کے دور میں عین نکاح کے موقع پر مہر کی وجہ سے بڑے بڑے جھگڑے جنم لیتے ہیں، جو بدمزگی کا باعث بنتے ہیں۔

نکاح شغار:

یہ بھی ایک غلط رسم تھی جس میں ایک شخص اپنی بہن یا بیٹی کا اس شرط پر نکاح کرتا تھا کہ اس کا شوہر بھی اپنی بہن یا بیٹی اس کے نکاح میں دے دیدے۔ اس قسم کے نکاح میں کسی بھی زوجہ کو مہر

نہیں ملتا تھا۔لڑکی بے عصمتی کی حالت میں مہر کی مستحق نہ رہتی تھی اور اس بنا پر شوہر اپنی بیوی پر جھوٹے الزام لگا کر اس سے پیچھا چھڑا لیتے تھے اور مہر بھی ادا نہ کرتے تھے۔

بعض خاندانوں میں اس کی ایک صورت اب تک موجود ہے، جس کو ''وٹہ سٹہ'' کہتے ہیں۔ اس رسم میں لڑکے کو جو بیوقوف اور نکما ہوتا، جس کو کوئی شخص اپنی بیٹی دینے کو تیار نہیں ہوتا تھا اس کی بھی شادی ہو جاتی تھی، ایسی شادی میں نہ تو عمر کا لحاظ رکھا جاتا تھا اور نہ ہی لڑکی کی عزت کا دونوں طرف سے لڑکی کو یرغمالی سمجھا جاتا تھا۔ اگر ایک کے ساتھ برا سلوک ہوتا تو دوسرا بھی اس لڑکی سے بدلہ لیتا تھا۔جبکہ ہمارے مذہب میں اس کی بالکل اجازت نہیں ہے۔

بیوہ لڑکی سے نکاح:

متحدہ ہندوستان میں بیوہ سے نکاح کو بہت معیوب سمجھا جاتا تھا۔ان کے زیر اثر مسلمانوں میں بھی اس بات کو معیوب سمجھا جانے لگا، مگر تحریک مجاہدین کے قائد سید احمد شہید اور حضرات علمائے دیوبند نے اس کے خلاف جہاد کیا۔اللہ کا شکر ہے کہ اب اس میں یہ شدت نہ رہی۔ ہندو سماج میں تو بیوہ کو نکاح ثانی کی اجازت ہی نہ تھی۔اسلام نے اس کی ترغیب دی اور ظلم کو ختم کیا۔ چنانچہ سورۃ النور میں حکم ہے:

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ (۲۰)

اور اپنے میں سے بیوہ عورتوں کا نکاح کرا دیا کرو۔

خود رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے بیوہ عورت سے نکاح کیا اور ان کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا باقی نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بیوہ عورتیں تھیں، یہ تو آپ ﷺ کا عملی نمونہ تھا، اس کے علاوہ اس بارے میں آپ ﷺ کے ارشادات موطا امام مالک، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں۔

ارشاد فرمایا:

بیوہ لڑکی اور مسکینوں کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ جہاد میں دوڑ دھوپ کرنے والا ہوتا ہے۔

قیامت کے روز میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا کہ ایک عورت مجھ سے پہلے

جنت میں جانا چاہتی ہے میں پوچھوں گا کہ وہ کون ہے؟ تو وہ جواب دے گی کہ میں ایک بیوہ عورت ہوں۔جس کے ننھے ننھے یتیم بچے تھے۔(۲۱)

میں اور یتیم بچوں کی بیوہ ماں قیامت کے دن اس طرح برابر ہوں گے جیسے میری دونوں انگلیاں کیونکہ اس نے اپنا حسن و جمال اور جاہ وعزت یتیم بچوں کی پرورش اور خدمت کی خاطر قربان کردی۔

بیوہ سے نکاح کی فضیلت ہے رسول اللہ ﷺ نے ترغیب دی کہ ایک تہذیب یافتہ معاشرے میں بیوہ کے ساتھ حسن سلوک کو بڑی فضیلت دی گئی ہے اور اسلام نے بیوہ کو جس کو منحوس قرار دے کر اس کو زندگی کے ہر رنگ سے محروم کردیا گیا تھا۔ایک بار پھر اس کو زندگی کی رعنائیاں لوٹا دی ہیں۔

گھر سے نکلنے کی اجازت:

لڑکیوں کو ضرورت کے تحت گھر سے نکلنے کی اجازت ہے۔مثلاً خوشی وغمی کے موقعوں پر مریض کی عیادت کی عرض سے اور اگر حجاب کرتی ہے تو حیاداری کے ساتھ اس کی بھی اجازت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں لڑکیوں کے تذکرہ کو قرآن کریم اس طرح بیان کرتا ہے۔

وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۡ وَ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٚ وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ (۲۳)

موسیٰ علیہ السلام نے دو عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی بکریوں کو پانی کی طرف جانے سے روک رہی تھیں،تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا تمہارا کیا حال ہے کہ تم اپنی بکریوں کو روکے کھڑی ہو،کنویں کے پاس لاکر پانی نہیں پلاتیں،تو ان دونوں لڑکیوں نے یہ جواب دیا کہ ہماری عادت یہی ہے کہ ہم مردوں کے ساتھ اختلاط سے بچنے کے لئے اس وقت تک اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلاتیں جب تک یہ لوگ کنویں پر ہوتے ہیں،جب یہ چلے جاتے ہیں تو

ہم اپنی بکریوں کو پانی پلاتے ہیں۔

اس میں یہ سوال تھا کہ کیا تمہارے گھر میں کوئی مرد نہیں تو اس کا جواب بھی انہوں نے ساتھ ہی دے دیا کہ ہمارے والد ضعیف ہیں وہ یہ کام نہیں کر سکتے اس لئے ہم مجبور ہیں۔

اس واقعہ میں لڑکیوں کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کا ثبوت ہے:

۱۔ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو بوقت ضرورت اجنبی مرد عورت سے اور عورت مرد سے گفتگو کر سکتا ہے۔مگر آج کے معاشرے میں تو بے حیائی کی انتہا ہے کہ موبائل کے ذریعے فحش گوئی کی انتہا کر دی گئی ہے ساری ساری رات گفتگو جاری رہتی ہے جو کہ معاشرے میں کھلم کھلا بے حیائی کا باعث ہے۔

۲۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب پردہ واجب نہ تھا مگر اس وقت بھی لڑکیوں میں طبعی شرافت اور حیاداری تھی، ضرورت کے باوجود مردوں کے ساتھ اختلاط گوارہ نہ کیا اور تکلیف اٹھانا گوارہ کر لیا۔

آج کے دور میں تو پردہ کیا بلا ضرورت نکلنا اور وہ بھی پوری زیب و زینت کے ساتھ اپنی اداؤں کے ذریعے مردوں کو اپنی طرف راغب کرنا تو عام ہو گیا ہے۔اسی وجہ سے قوم پر طرح طرح کے عذاب نازل ہو رہے ہیں۔

۳۔ عورتوں کا اس طرح مرد کے بغیر باہر نکلنا اس وقت بھی معیوب سمجھا جاتا تھا۔اس لئے انہوں نے اپنے والد کے معذور ہونے کا عذر بیان کیا تھا۔عورت کا محرم کے بغیر نکلنا معیوب ہے اسلام میں تو بغیر محرم کے حج کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔مگر کوئی ایسی مجبوری ہو تو باہر نکلنا جائز ہے مگر پھر بھی فتنہ کا اندیشہ ہے۔آج کے دور میں لڑکیوں کا آزادانہ گھومنا پھرنا پارک میں کلب میں اور بازاروں کا بلکہ اب تو جس دوکان پر لڑکی نہ ہو تو مزہ ہی نہیں آتا،لڑکیوں کا بے باکی سے مردوں کے ساتھ میل جول جو گل کھلا رہا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔

۴۔ جب لڑکیاں گھر واپس آئیں تو والد نے وجہ دریافت کی تو انہوں نے واقعہ بتلا دیا۔لڑکی کو اگر گھر سے باہر جانے کی اجازت ہو تو والدین کو اس کی پھر بھی نگرانی کرنی ضروری ہے دیر سے گھر آئے تب بھی وجہ پوچھے اور اگر جلدی آئے تب بھی پوچھنا ضروری

ہے۔

۵۔ جب لڑکیوں میں سے ایک کو انہیں بلانے کے لئے بھیجا تو یہ حیاداری کے ساتھ چلتی ہوئی پہنچی اور حیاداری سے کلام کیا کہ میرے والد صاحب آپ کو بلا رہے ہیں، لڑکی کو اگر مرد سے کلام کرنا پڑ جائے تو بے باکی کا مظاہرہ نہ کرے نہ ہی ہنسی مذاق کرے، بلکہ تمیز کے دائرے میں رہ، پر ضرورت کی بنا پر کلام کرے، تاکہ مرد کے دل میں بھی اس کے لئے کوئی مرض پیدا نہ ہو جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اس کے ساتھ چلنے لگے تو لڑکی سے کہا کہ تم میرے پیچھے ہو جاؤ اور زبان سے مجھے راستہ بتاتی رہو تاکہ لڑکی پر ان کی نظر بار بار نہ پڑے۔ اگر نامحرم کے ساتھ چلنا پڑے تو مرد کو آگے چلنا چاہئے اور لڑکی کو پیچھے۔ اسی طرح اگر لڑکی اپنے باپ یا بھائی کے ساتھ جا رہی ہے، تب بھی کندھے سے کندھا ملا کر چلنے کی اجازت نہیں ہے، جبکہ آج کے معاشرے میں تو لڑکا لڑکی ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر بے حیائی سے سڑکوں پر گھومتے پھرتے ہیں، جو سب سے زیادہ ناپسندیدہ طریقہ ہے مذہب اسلام میں۔

۷۔ جب لڑکی نے والد سے کہا کہ آپ ان کو گھر کے کاموں کے لئے ملازم رکھ لیجئے، کیونکہ وہ قوی اور امانت دار ہیں، ہمیں ان کے کنوئیں پر سے پتھر اٹھانے سے ان کی قوت اور راستہ میں لڑکی کو اپنے پیچھے کر دینے سے امانت داری کا تجربہ ہو چکا ہے۔

اگر لڑکی کسی اجنبی کے بارے میں گفتگو کرے تو باپ اور بھائی کو اس کی تحقیق ضرور کرنی چاہئے تاکہ کسی فتنہ کا باعث نہ ہو، آج کے جدید دور میں تو لڑکی اپنے باپ اور بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر فحش فلمیں اور ڈراموں سے لطف اندوز ہوتی ہیں اور اس بات کو معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا۔

اور اگر بیٹی کا رشتہ دیکھنا ہو تو مرد میں ان دو خوبیوں کا دیکھنا بہت ضروری ہے کہ وہ امانتدار بھی ہو اور طاقتور بھی، بہادر بھی ہو اور سچا بھی، ایک بیٹی کے باپ کے لئے یہ بات قابل فخر ہوگی کہ وہ اپنا داماد ایسے شخص کو بنائے کہ وہ اس کی بیٹی کو خوش وخرم زندگی دے سکتا ہے یا نہیں، مردانہ خوبیوں میں یہ دو خوبیاں ایسی ہیں جو پورے کردار کا احاطہ کرتی ہیں، اگر کوئی خائن ہوگا تو اس کا کسی بھی معاملے میں کوئی اعتبار نہیں۔

بیٹی کی رخصتی:

سسر جو نبی تھے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو (داماد) تقریباً دس سال تک اپنے پاس رکھا اور جب قیام کا وعدہ پورا ہوگیا تو ان کو زبردستی اپنے پاس رکھنے پر مجبور نہ کیا، جس سے معلوم ہوا۔ سسر داماد کو اپنے گھر رکھ سکتا ہے اور نکاح میں شرائط بھی رکھی جاسکتی ہیں کہ بیٹی کو دور نہ لے جایا جائے، مگر زبردستی کی اجازت نہیں ہے۔ جب بیٹی کو رخصت کیا تو تحفہ میں عصاء مبارک عنایت فرمایا اور جتنا مال مویشی تھا تمام حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ھبہ کردیا اور فرمایا جتنا لے جاسکتے ہو لے جاؤ میں اس میں کچھ رکاوٹ نہ کروں گا، اور اللہ تعالیٰ سب کو خیریت سے رکھے آمین۔ (۲۴)

بیٹی کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کردیا، ایسی تربیت کرنے والے باپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۚ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ (۲۵)

اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم رہو، گواہی دینے والے بنو، اگرچہ اپنی ہی ذات کے خلاف ہو یا والدین یا دوسرے رشتہ داروں کے مقابلے میں ہو، وہ شخص اگر امیر ہو یا غریب دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے۔ سو تم خواہش نفس کا اتباع مت کرو، کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کروگے یا پہلو تہی کروگے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے۔

اس آیت مبا کہ میں مرد کو ایک ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ عورتوں کے حقوق کے محافظ ہیں، حتیٰ کہ مردوں کے مقابلے میں بھی تا کہ عورتوں کے لئے مراعات اور انصاف کی ضمانت ہو، بیٹی کے حقوق بھی باپ اور بھائی کے ذمہ ہیں۔ ان کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا ان کا اوّلین فریضہ ہے ان کی تعلیم و تربیت کرنا، مذہبی امور میں ان کی رہنمائی کرنا بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

مبارک ہے:

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (۲۶)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہء کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اہل و عیال کو آگ سے کس طرح بچائیں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ان کو ایسے کاموں کا حکم کرتے رہو جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور ایسی چیزوں سے روکتے رہو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر معلوم کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو خیر کی باتوں کی تعلیم دو اور تنبیہ کرتے رہو۔

باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں دونوں کو غلط باتوں پر تنبیہ کرے، جیسا کہ آج کے دور میں لڑکے اور لڑکیوں کو موبائل فون، نیٹ اور شراب نوشی اور فحش گوئی میں مبتلا دیکھے تو فوراً ان کی خبر لے اور سختی سے تنبیہ کرے، آج کے معاشرے میں تو ہر طرف بے حیائی کے اڈے کھلے ہوئے ہیں، کم سے کم اپنی اولاد کو تو ان کی نحوست سے دور رکھنے کی پوری کوشش کریں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ اس باپ پر رحم کرے جو اولاد کی اس بات میں مدد کرے کہ وہ باپ کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرے۔

یعنی ایسا برتاؤ نہ کرے جس سے اولاد نافرمانی کرنے لگے، اولاد کو نیک بنانا بھی اس میں داخل ہے، ایک اور جگہ ارشاد مبارک ہے کہ بچے کا ساتویں دن عقیقہ کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔ لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کا عقیقہ کرنا چاہئے اور نام کے معاملے میں خوب سوچ بچار کرنی چاہئے کہ نام مذہبی ہو مشرکانہ نہ ہو، متکبرانہ نہ ہو، خوبصورت نام رکھا جائے۔ جب چھ برس کا ہو تو آداب سکھائے جائیں۔

چھ برس میں لڑکی اتنی سمجھ دار ہو جاتی ہے کہ اس کو نماز اور قرآن کریم سکھایا جا سکتا ہے اور آداب کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے کا سلیقہ بھی آ جاتا ہے۔ اچھے برے میں تمیز کرنا بھی سیکھ جاتی ہے۔

جب نو برس کا ہو جائے تو اس کا بستر علیحدہ کر دیا جائے۔ اس عمر میں لڑکا اور لڑکی ایک

دوسرے کی جنس کو سمجھنے لگتے ہیں اور سن شعور تک پہنچ جاتے ہیں۔ لہٰذا بستر الگ کردینے کا حکم ہے۔ آج کے جدید دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ مخلوط تعلیمی نظام میں اس عمر کے لڑکے اور لڑکیوں کی کیا کیا حرکتیں سامنے نہیں آرہیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس دور میں ہی منع فرمادیا تھا۔ آج ہم اس دور میں عمل نہ کرکے خود ہی عذاب بھگت رہے ہیں۔

جب تیرہ برس کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارا جائے، اس عمر کے لڑکے اور لڑکیوں پر دیکھئے کس قدر سختی سے حکم ہے، نماز پڑھنے کا، یعنی لڑکا اور لڑکی تیرہ سال کے بعد عبادات میں کوتاہی نہ برتے اور پردہ کرنا بھی سیکھے، حلال وحرام کی تعلیمات اور پاکی ناپاکی کے مسائل سے پوری طرح آراستہ ہو جائے تاکہ اس کو کسی طرح کی تنگی اور مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے اور وہ پہلے سے ہی نماز روزہ کی پابند ہو جائے، جب سولہ برس کا ہو جائے تو نکاح کردیا جائے۔

سولہ سال کے بعد اس کا نکاح فوراً کردے، کیونکہ نکاح میں تاخیر کے سبب اس کے فحاشی اور زنا کاری میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اور آج کے جدید دور میں ہم دیکھ ہی رہے ہیں کہ نکاح نہ کرنے کی وجہ سے زنا جس قدر عام ہو چکا ہے۔

اکثر تاخیر نکاح بھی زنا کا سبب بن جاتا ہے، اور اس کا وبال والدین پر ہوتا ہے، اسی طرح عورت کا نامحرم مرد سے ملائم گفتگو کرنا بھی بدکاری میں داخل ہے اور اس کا باریک کپڑے پہننا بھی۔

> نکاح کے بعد باپ اس کا ہاتھ پکڑ کر کہے کہ میں نے تجھے آداب سکھا دیئے تعلیم دے دی، نکاح کردیا اب میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں، دنیا میں تیرے فتنے سے اور آخرت میں تیری وجہ سے عذاب سے۔ کیونکہ جو برا طریقہ اختیار کرتا ہے تو اس کو اپنے فعل کا گناہ بھی ہوتا ہے اور جتنے لوگ اس کی وجہ سے اس پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ بھی اسی پر ہوگا۔(۲۷)

جو اولاد اپنے بڑوں کی بری حرکات اختیار کرتی ہے ان سب کا گناہ بڑوں کو بھی ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے چھوٹوں کے سامنے بُری حرکات کرنے سے خصوصیت سے احتراز کرنا چاہئے۔

اسی طرح اس کے اعمال حسنہ کا ثواب والدین کو بھی ملتا ہے، جب وہ لڑکی صالحہ بن کر والدین کو دعا دے گی تو دگنا ثواب ملتا رہے گا، ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

> نیک اولاد صدقہ جاریہ ہوتی ہے۔

مطرف بن شجر فرماتے ہیں جمعہ کی رات میں ایک میدان سے میرا گزر ہوا، تو میں نے وہاں پر ایک قوم دیکھی، انہوں نے کہا کہ یہ جمعہ کی رات ہے ہم اس رات کو نکلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ہماری اولاد اور اہل وعیال یاد کرتے اور ہمیں ثواب پہنچانے کی نیت سے خیرات کرتے ہیں یا نہیں۔ جب میں نے جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ اے مطرف ٹھہر جاؤ! ہمیں تم سے ایک بات کہنی ہے اور وہ یہ کہ جب جمعہ آئے تو تم عام لوگوں میں وعظ بیان کرنا اور یہ کہنا کہ:

ہمارے کفن گل گئے، بدن گل سڑ گئے، اور ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں اور تم ہمیں بھول گئے، لہٰذا اب تم ہماری حالت پر رحم کرو، اور نیک اعمال کے لئے اپنی زندگیوں کو غنیمت جانو، کیونکہ ہم ان کے چھوڑنے سے پشیمان ہوئے ہیں۔

یعنی وہ اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ ہمارا کوئی عزیز ہمیں ثواب پہنچائے اور دنیا کی ایک گھڑی کی عمر اگر اس میں مؤمن نادم ہوگیا اور توبہ کرلی تو برسوں کے گناہوں کو مٹا دے گی۔(۲۸)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے کہ:

جب میری امت میں پانچ باتیں شروع ہو جائیں گی تو یہ تباہ کردی جائے گی۔ ① آپس میں ایک دوسرے پر لعنت کرنا، ② شراب نوشی کی کثرت، ③ ریشمی کپڑوں کا پہننا، ④ گانے والیوں کی کثرت اور ان کا اجتماع، ⑤ مردوں کا مردوں اور عورتوں کا عورتوں سے اپنی خواہش پوری کرلینا۔(۲۹)

اور ایک پیش گوئی عورتوں کے حق میں ارشاد فرمائی:

آئندہ زمانہ میں ایسی عورتیں ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر پھر بھی ننگی ہوں گی۔

یعنی لباس باریک اور چست ہوگا، اس کا پہننا نہ پہننا برابر ہوگا۔ آج کے دور میں ہر اشتہار اور اخبار میں ٹی۔ وی پر اور بازاروں میں اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ لڑکیاں بغیر آستین کا لباس اور پنڈلیاں کھولی ہوئی گھومتی ہیں، اور دوپٹہ تو سرے سے غائب ہوتا ہے۔ یہ عورتیں غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے اور دل لبھانے کی غرض سے ایسا کریں گی اور بال اس طرح بنائیں گی اور مٹکا

مٹکا کر اداؤں کے ساتھ چلیں گی، پھر فرمایا کہ:

ایسی عورت جنت میں داخل نہ ہوگی بلکہ اس کی خوشبو بھی نہ سونگیں گی، جبکہ اس کی خوشبو کئی برس کی مسافت سے آئے گی۔(۳۰)

شریعت اسلامیہ نے تو ہر اس کام سے روکا ہے جو زنا کے قریب لے جانے والا ہو، حتیٰ کہ اس بات کو بھی زنا میں شمار کیا ہے کہ کوئی عورت تیز خوشبو لگا کر مردوں پر اس لئے گزرے کہ مرد اس کی خوشبو سونگ لیں۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب زنا عام ہو جائے گا تو فقر و سکنت اور ذلت عام ہو جائے گی۔ ایسے حالات میں جو شخص ایمان پر قائم رہا اور نیک عمل کرتا رہا تو اس کا ثواب پچاس اہل ایمان کے ثواب کے برابر ہوگا۔

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک بخت وہی ہے جو فتنوں سے بچا لیا گیا، تین مرتبہ فرمایا، اور جو آزمایا گیا اور اس نے صبر کیا تو اس کے کیا ہی کہنے۔

بیٹی کو اگر اچھی تربیت دی جائے تو وہ والدین کے لئے جنت میں جانے کا ذریعہ ہے۔ جس کو منحوس اور برائی کی جڑ کہا گیا اور ہر طریقہ سے ذلت و پستی میں رکھا گیا، سرور کائنات ﷺ نے اس کو بلند مقام عطا کیا اور حسن سلوک کرنے اچھی تربیت کرنے پر جنت کی ضمانت دی ہے چنانچہ ارشاد مبارک ہے کہ:

جس شخص کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی اور وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی اس پر بارش کرے تعلیم و تربیت اور حسن ادب سے اس کو بہرہ ور کرے تو میں خود اس شخص کے لئے آتش جہنم کی آڑ بن جاؤں گا۔

اتنی بڑی ضمانت دینے والا کون ہے؟ وہ ساقی کوثر ہادی محشر ﷺ ہیں۔ تو میں مبارک باد دیتی ہوں ان والدین کو جو اپنی بیٹیوں کو تعلیم و تربیت سے آراستہ کرکے اپنے لئے جنت کے دروازے ہموار کر لیتے ہیں اور جنت کی بشارت ہو۔

فوائد میں شیخ الاسلام فرید الدین نے عورتوں کی صلاحیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اندریت میں ایک فاطمہ نامی عورت تھی، وہ عفت اور صلاحیت میں بڑے اونچے درجہ پر فائز تھی۔

آپ ﷺ کی زبان مبارک سے بارہا یہ ارشاد ہوا کہ یہ عورت مرد ہے اسے عورتوں کی صورت میں بھیجا گیا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ درویش یوں دعا کرتے ہیں: ''بحرمت نیک زناں و نیک مردان'' اس میں وہ پہلے ''نیک زنان'' کا ذکر کرتے ہیں۔اس لئے کہ نیک عورتیں کم ہی ہوتیں ہیں۔ فرزند آدم علیہ السلام کو طاعت وتقویٰ میں مصروف ہونا چاہئے خواہ وہ مرد ہو یا عورت پھر پارسا لوگوں کی فضیلت اس طرح بیان فرمائی۔

> اگر میں نیک ہوں تو مجھے ان میں شامل کرلیا جائے اور اگر برا ہوں تو مجھے ان کے صدقہ بخش دیا جائے۔(۳۱)

نیک اولاد سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں ہے۔ وہ نیکی والدین کی تربیت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

اگر والدین اولاد کو غلط کام کرتے ہوئے دیکھ کر خاموشی اختیار کرتے ہیں تو اس کا وبال ان کو خود بھگتنا پڑتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

> جب تم برائی دیکھو تو اپنے ہاتھ سے روک دو، اگر ہاتھ سے نہ روک سکو تو زبان سے روک دو، اگر زبان سے بھی نہ روک سکو تو دل میں برا جانو اور یہ سب سے کمزور ایمان کا درجہ ہے۔(۳۲)

اس حدیث کی روشنی میں اگر آج کے دور کا تجزیہ کریں تو ہم کیا کردار ادا کر رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے کتنی خوبصورت اور جامع دعا ارشاد فرمائی ہمیشہ یہ دعا مانگتے تھے۔

> رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۝(۳۳)

ہم جس دور میں ہیں وہ فتنوں کا دور ہے،فتنوں سے بچنا بہت مشکل ہے۔اس دور کے بارے میں آپ ﷺ نے پیشن گوئی فرمائی تھی جو آج سچ ثابت ہو رہی ہے۔

> قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی قبر پر گزرے گا تو کہے گا کاش!اس جگہ میں ہوتا۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ:

> قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب عورت اپنا مالک جنے۔

یعنی اولاد نافرمان ہوگی اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ اولاد والدین پر کس طرح حکم چلاتی ہے اور والدین حکم برداری کرنے کے باوجود بھی ان کو قابو میں نہیں کر پا رہے، اسی لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اولاد کو نیک بنائے اور صدقہ جاریہ بنائے۔ سب کی بیٹیوں کو والدین کا فرمانبردار بنائے اور ہم سب کو ہر قسم کے شر اور فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

حواشہ وحوالہ جات:

۱۔ محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ القرآن، تفسیر معارف القرآن، جلد نمبر۵، مصنف مفتی، ادارۃ المعارف کراچی نمبر ۱۴، بذیل تفسیر سورہ نحل، آیت ۵۹،

۲۔ سورۃ الزخرف، آیات نمبر ۱۶۔۱۷۔۱۸

۳۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۳۱،

۴۔ سید معروف شاہ شیرازی، تفسیر فی ظلال القرآن، جلد۸، ادارہ منشورات، اسلامی بالمقابل منصورہ ملتان روڈ، بذیل تفسیر، سورۃ التکویر، آیت ۸

۵۔ مبارک علی، ڈاکٹر تاریخ اور عورت ص/۵۰

۶۔ نقوش نمبر تعلیم نسوان، جلد چہارم، شمارہ نمبر۱۳۰، جنوری ۱۹۸۳، ص۱۰۶

۷۔ نقوش نمبر مدیر محمد طفیل، جلد ششم دسمبر ۱۹۸۳، ادارہ فروغ اردو، لاہور، ص ۵۱۲

۸۔ نقوش نمبر، ایضاً

۹۔ خواجہ نظام الدین اولیاء، فوائد الفوائد، ص ۵۱۲، مصنف: امیر حسن، ناشر علماء آکیڈمی، شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب لاہور، طبع سوم

۱۰۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۳۱

۱۱۔ طالب ہاشمی، فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا، صفحہ ۱۳۱۔۱۳۲، ایڈیشن سوم، البدر پبلیکیشنز ۲۳، راحت مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

۱۲۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن جلد۷، ص/۵۰

۱۳۔ نقوش نمبر، تعلیم نسوان، جلد چہارم، شمارہ ۱۳۰، جنوری ۱۹۸۳، ص ۱۰۴

۱۴۔ عمر احمد عثمانی، فقہ القرآن، ادارہ فکر اسلامی کراچی، ص ۲۳۔۴۷

۱۵۔ نقوش نمبر، جلد ہفتم، جنوری ۱۹۸۴، ص ۷۔۱۰

۱۶۔ طالب ہاشمی، فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا، ایڈیشن سوم، البدر پبلکیشنرز ۲۳، راحت مارکیٹ اردو بازار، لاہور، ص ۱۳۷

۱۷۔ سورۃ النساء: ۴،

۱۸۔ سورۃ النساء، آیت ۲۴

۱۹۔ سورہ نساء، آیت ۴

۲۰ سورۃ النور: ۳۲

۲۱۔ مشکوۃ المصابیح مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی، ص ۲۵۵

۲۲۔ ابوداؤد، سلیمان بن أشعث، سنن ابوداؤد، کتاب الادب باب فضل من عالی یتماً

۲۳۔ محمد شفیع، مفتی معارف القرآن، ج /۴، بذیل تفسیر سورہ القصص، آیت ۲۲

۲۴۔ محمد حفظ الرحمن، قصص القرآن، جلد اوّل، ناشر دار الاشاعت، مولوی مسافر خانہ کراچی، نمبر ۱

۲۵۔ القرآن سورۃ النساء، آیت ۱۳۵

۲۶۔ محمد شفیع، مفتی معارف القرآن، ج /۸، ص /۲۴، بذیل تفسیر سورہ التحریم آیت ۱۳۵

۲۷۔ موت کا منظر، احوال برزخ دوسرا حصہ، ص ۱۱۹

۲۸۔ محمد اقبال کیانی، ملاقات، قیامت کا بیان، حدیث پبلیکیشنز محل روڈ، لاہور، ص ۱۲۲

۲۹۔ محمد اقبال، علامات قیامت کا بیان ص ۱۴۷

۳۰۔ مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ

۳۱۔ نظام الدین اولیاء، فوائد الفوائد، ص ۸۰

۳۲۔ ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری و مسلم (متفق علیہ)

۳۳۔ سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۱

خواتین کے فرائض بحیثیت بہن سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

پروفیسر خلیل اللہ
پی ای سی ایچ ایس ایجوکیشن فاؤنڈیشن گورنمنٹ سائنس کالج

Abstract

Islam is the religion of humankindexplain all the human needs in QuranHadith very clear. The dress or wearing of cloths is human need Islam allowed to women may choose what she wears but only required the cloths must be clean, suitablecovering the body also loosethicknessthe dress made of silk also allowed to women prohibited for men. It is also prohibited dress for human to show the color, skin or shape of body.

In this article I explain in detail women's dress in the light of Holy Prophet Mohammed (ﷺ) orders.

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی بعثت کل نوع انسانی کے لئے سراپا رحمت ونعمت ہے ،آپ ﷺ کی تعلیمات انسانیت کے ہر گوشے اور ہر جہت کو محیط ہیں اور ان کی بدولت معاشرے کے پسے ہوئے طبقات قعر مذلت سے عزوشرف سے ہم کنار ہوئے ،ان ہی طبقات میں سے طبقہ نسواں ہے جو امتداد زمانہ سے زور آور مردوں کے ہاتھوں تختہ ستم اور نشانہ نفرت بنی ہوئی تھی اور اپنے معاشرتی وتمدنی حقوق سے محروم تھی ،قرآن کریم نے لڑکی کی پیدائش پر لوگوں کے رنج وغصہ کی کیفیت کو جس انداز سے بیان کیا ہے اس سے بخوبی عرب معاشرے میں عورت کی حالت زار کا اندازہ ہوجاتا ہے۔

واذا بشر احدهم بالانثى ظل وجهه مسودا وهو
كظيم يتوارى من القوم من سوء مابشر به،
ايمسكه على هون ام يدسه فى التراب الاساء

ما یحکمون

اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خبر ملتی ہے تو اس کا منہ غم کے سبب کالا پڑ جاتا ہے اور اس کے دل کو دیکھو تو وہ اندوہناک ہو جاتا ہے، اور اس خبر بد سے جو وہ سنتا ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اور سوچتا ہے کہ آیا ذلت برداشت کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں گاڑ دے دیکھو یہ جو تجویز کرتے ہیں بہت بری ہے ا۔

اہل عرب کے اس رویہ کے برعکس اسلام نے بیٹی کی پیدائش کو اس کے گھر والوں کے لئے باعث برکت ورحمت قرار دیا اور اس کی پرورش وکفالت کو مغفرت خداوندی وشفاعت نبوی کے حصول کا ذریعہ بتایا:

من كانت له انثى فلم يئدها ولم يهنها ولم يوثر ولده عليها قال يعني الذكور ادخله الله الجنة

جس شخص کے بچی پیدا ہوئی اور اس نے جاہلیت کے طریقے پر زندہ دفن نہیں کیا اور نہ اس نے ان کو حقیر جانا اور نہ لڑکوں کے اس کے مقابلے میں ترجیح دی تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا ۲۔

جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاں فرشتے بھیجتا ہے جو کہتے ہیں کہ اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں یہ ایک ناتواں جان ہے جو ایک ناتواں جاں سے پیدا ہوئی ہے، جو اس بچی کی پرورش کرے گا اللہ تعالیٰ کی مدد قیامت تک اس کے شامل حال رہے گی۔ ۳۔

انسانیت کا یہ آدھا حصہ اپنے مقابل کے ساتھ کئی رشتوں کے ساتھ جڑا ہوا ہے، ان میں سے ہر ایک روپ خلوص وایثار اور سکون وراحت کی حسین تصویر ہے۔ کبھی عورت ماں کے روپ میں مانند شجر سایہ دار ہے جو زندگی کی چلچلاتی دھوپ میں اولاد کو اپنی گھنی چھاؤں میں بھر لیتی ہے بلاشبہ ماں کی بے لوث، بے غرض محبت اولاد کے لئے حیات ارضی کی قیمتی ترین متاع ہے، اسی